سوال

(504) فوت شدگان کی طرف سے قربانی کا حکم

جواب

لسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جو آدمی فوت ہوگیا ہو، کیا اس کے نام سے قربانی کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواز کی صورت میں اس قربانی کا گوشت گھر والے خود کھاسکتے ہیں یا نہیں؟ کچھ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے نام کی قربانی کرتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جواپنے پیروں کے نام مثلاً غوثِ پاک وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں۔ کیا ان کی قربانی ہوجائے گی۔ (زاہد غزالی۔ لاہور) (۸ فروری ۲۰۰۲ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میت کی طرف سے قربانی کرنا درست عمل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی طرف سے اوراپنے اہل بیت کی طرف سے اوراپنی امت کے ہر اس شخص کی طرف سے قربانی کرتے تھے جو توحید ورسالت کی شہادت دیتا ہو۔ ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی امت سے بہت سے لوگ آپ کے زمانے میں موجود تھے اور کچھ ان کی زندگی ہی میں وفات پاچکے تھے۔ امت کی طرف سے قربانی میں زندہ اور فوت شدہ کی تفریق کے بغیر دونوں طرح کے لوگ داخل ہوجاتے ہیں۔ یہ حدیث محدثین نے متعدد سندوں سے نقل کی ہے۔ اس کی صحت میں بھی کوئی شک نہیں، یہ حدیث اس امر کی واضح دلیل ہے کہ میت کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے۔

''شرح مسلم'' میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو قربانی اوراس کے ثواب میں اپنے علاوہ دوسرے کو بھی شریک کرنے کے قائل ہیں۔ یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔ میت کی طرف سے قربانی کے گوشت کا حکم عام قربانی کی طرح ہے، آپ ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے بقدرِ حصۂ میت صدقہ کیا ہو۔ ابو رافع کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ وہ گوشت مساکین کو کھلاتے، خود کھاتے اوراپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتے تھے۔ ہاں البتہ اگر صرف میت کی طرف سے قربانی کی جارہی ہواوراس میں زندہ لوگ شریک نہ ہوں تو یہ صرف فقراء ومساکین کا حق ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور دیگر مکرم ومعزز افرادامت کی طرف سے بطورِ خاص قربانی کرنا ثابت نہیں۔ اگر اس کی کوئی اصل ہوتی تو صحابہ کرام اور سلف صالحین اس کے زیادہ حق دار تھے لیکن ان سے کچھ ثابت نہیں ہوسکا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

محدث فتویٰ